The Muslim World Book Review
(Special Issue on the Quran)
Vol. 7, No 4, Summer, 1987
The Islamic Foundation, London Road
LEICESTER (U. K.), pp. 96

مسلم ورلڈ بک ریویو (قرآن نمبر)

جلد ۷، شمارہ ۴، ۱۹۸۷ء

اسلامک فاؤنڈیشن

لندن روڈ، لیسٹر (برطانیہ)

صفحات: ۹۶

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کتابیں نہ صرف علم وفن کا مخزن ہوتی ہیں بلکہ قوموں وملکوں اور مختلف مذاہب کے پیروکاروں کی علمی وثقافتی سرگرمیوں کی آئینہ دار بھی ہوتی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ انسانی زندگی کے مختلف مسائل پر ان کے افکار وخیالات کی ترجمانی کرتی ہیں۔ یہ بڑی اہم اور قابل قدر بات ہے کہ اسلامک فاؤنڈیشن (لیسٹر، برطانیہ) کے زیر اہتمام شایع ہونے والا سہ ماہی انگریزی مجلہ "مسلم ورلڈ بک ریویو" دنیا کی مختلف زبانوں اور بالخصوص انگریزی میں مسلمانوں کی علمی وتحقیقی کاوشوں سے روشناس کراتا ہے اور اسلام، اسلامی تہذیب وتمدن اور مسلمانوں سے متعلق شائع ہونے والی تخلیقات کی جانکاری فراہم کرتا ہے یہ جانکاری صرف تعارف تک محدود نہیں ہوتی بلکہ خاص خاص کتابوں کے باب میں علمی وتنقیدی مطالعہ اور اسلامی نقطہ نظر سے تجزیہ بھی سامنے آتا ہے۔ اس مجلہ کی ایک نمایاں علمی خدمت یہ بھی ہے کہ سال میں اس کے کم از کم دو ضمیمے (SUPPLEMENTS) شائع ہوتے ہیں جن میں اس سال میں اسلام ومسلمانوں سے متعلق مطبوعہ انگریزی کتابوں ومضامین کا اشاریہ پیش کیا جاتا ہے۔ اسلامیات کے طلبہ و محققین دونوں نے لیے یہ اشاریہ بہت مفید وکارآمد ثابت ہوتا ہے۔

زیر تبصرہ خاص شمارہ اسی اہم مجلہ کا قرآن نمبر ہے جو قرآنیات وقرآنی علوم سے متعلق شائع شدہ کتابوں کے جامع وناقدانہ مطالعہ پر مشتمل ہے۔ مسلمانوں کی زندگی کے ہر شعبہ میں قرآن کریم کو جو اہمیت حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ یہ بڑی اچھی روایت ہے کہ دیگر مباحث کے علاوہ قرآن بھی رسائل و مجلات کے خصوصی شماروں کا موضوع بنتا رہا ہے۔ میری اپنی دانست کے مطابق کم از کم اردو رسائل کے اب تک دس قرآن نمبر، دو نزول قرآن نمبر اور ایک اشاعت قرآن نمبر شائع ہو چکے ہیں۔ ان رسائل کے نام، مقام اشاعت اور قرآن نمبر کے سنین اشاعت بالترتیب یہ ہیں: نگار، لکھنؤ (۱۹۲۵ء)، بالو، دہلی

(۱۹۵۰ء)، الحسنات، رامپور (۱۹۵۳ء)، نئی راہ، بمبئی (۱۹۶۲ء)، خاتون پاکستان، کراچی (۱۹۶۵ء)، نظام، کانپور (۱۹۶۶ء)، خاتون پاکستان، کراچی (نزول قرآن نمبر) (۱۹۶۷ء)، فیض الاسلام، راولپنڈی (۱۹۶۸ء)، عرفات، کراچی (جشنِ نزول قرآن نمبر) (۱۹۶۸ء)، سیارہ ڈائجسٹ، لاہور (۱۹۶۹-۱۹۷۰ء درسہ جلد)، ضیائے حرم، لاہور (اشاعت قرآن حکیم نمبر) (۱۹۷۳ء)، انجمن اسلامیہ میگزین، کراچی (۱۹۷۴ء) اور حنفی، لاہور (۱۹۷۰ء)۔ قرآن پر اردو رسائل کے خصوصی شماروں کی فہرست میں ادارہ علوم القرآن کے ترجمان ششماہی علوم القرآن کو بجا طور پر شامل کیا جاسکتا ہے جس کا ہر شمارہ قرآنیات کے لیے وقف ہوتا ہے۔ گرچہ انگریزی رسائل کے قرآن نمبروں کے بارے میں کسی ذریعہ سے کوئی اطلاع نہیں مل پائی ہے لیکن اس امکان سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ درحقیقت "مسلم ورلڈ بک ریویو" کا یہ خاص شمارہ اسی نیک سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اس کے محتویات چھ حصوں میں منقسم ہیں۔ (۱) قرآنیات پر مسلم اسکالرس کی انگریزی کتابیں (۲) مسلم اہل قلم اور قرآن (۳) قرآنیات پر غیر مسلم مصنفین کی کتابیں (۴) عربی زبان میں تفسیری لٹریچر (۵) قرآن کے تراجم (۶) قرآنیات کی ببلوگرافی

پہلے ذیلی عنوان کے تحت مبسوط مقالہ اسلامک فاؤنڈیشن کے ڈائرکٹر محمد مناظر احسن کا لکھا ہوا ہے اس میں قرآنیات پر مختلف نوعیت کی کتابوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ فنی اعتبار سے کتابوں پر تبصرہ کے علاوہ متعلقہ موضوع کی روشنی میں بھی ان پر اظہارِ خیال کیا گیا ہے۔ اس میں سو سے زائد انگریزی کتابوں کا ذکر ملتا ہے۔ ان میں سے تقریباً نصف پر مختصر تبصرے ہیں اور باقی کے بارے میں صرف ضروری معلومات فراہم کی گئی ہیں ان میں اصل تخلیقات اور تراجم دونوں شامل ہیں۔ گرچہ مقالہ میں یہ صراحت نہیں ملتی کہ اس جائزہ کا نقطہ آغاز و اختتام کیا ہے لیکن مندرجہ کتابوں کے سنینِ اشاعت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ ۱۹۶۰ء سے ۱۹۸۵ء تک کے زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ صرف چند کتابیں ایسی ملتی ہیں جو ۱۹۶۰ء سے پہلے یا ۱۹۸۵ء کے بعد کی شائع شدہ ہیں۔ اظہارِ خیال کے لیے منتخب کتابوں کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے مثلاً قرآنی موضوعات یا مباحث کے اعتبار سے ترتیب شدہ کتابیں، تفسیری لٹریچر، علوم قرآنی وغیرہا لیکن یہ تقسیم کسی حد تک تکرار سے خالی نہیں ہے۔ موضوعاتی اعتبار سے مرتب کی گئی کتابوں میں مقالہ نگار نے دو کو خاص اہمیت دی ہے ایک نثار احمد کی تالیف کردہ "قرآن و حدیث کی بنیادی تعلیمات"، (FUNDAMENTAL TEACHINGS OF QURAN AND HADITH, 3 VOLS. KARACHI, 1971-74)

اور دوسری ٹی۔ بی۔ اِروِنگ، خورشید احمد اور محمد مناظر احسن کی مشترکہ مرتب کردہ "قرآن: بنیادی تعلیمات" (THE QURAN: BASIC TEACHINGS, ISLAMIC FOUNDATION, LEICESTER, 1979) ہے

سید ابراہیم کی کتاب (SELECTIONS FROM THE HOLY QURAN, TIRUCHIRAPALLI, 1972) کے ضمن میں بجا طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ مباحث کی تائید میں مستشرقین یا غیر مسلم اسکالرس کی کتابوں سے اقتباسات درج کرنے کا طریقہ مسلمانوں کے علمی حلقوں میں اب تقریباً غیر مقبول ہو چکا ہے (ص۵) اسی طرح محمد ولی بھائی مرچینٹ کی کتاب (A BOOK OF QURANIC LAWS, DELHI, 981) پر اس لحاظ سے نقد بہت مناسب ہے کہ اس میں انگریزی ترجمہ کے لیے راڈول (RODWELL) اور سورتوں و آیتوں کی ترتیب کے لیے فلوگل (FLUGEL) پر انحصار کیا گیا ہے (ص۶) مبحث کے اعتبار سے لکھی گئی کتابوں میں فضل الرحمٰن کی کتاب (MAJOR THEMES OF THE QURAN, CHICAGO, 1980) کو ترتیب کی خوبی، اسلوب کی دلکشی اور علمی انداز و گہرے تجزیہ کے لیے سراہا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ نشاندہی بھی کی گئی ہے کہ وحی، معراج، جنت و جہنم اور اختلاف دین کے مسائل پر مصنف کے خیالات جمہور امت کے مسلمہ عقاید سے میل نہیں کھاتے (ص۸)۔ اسی ضمن میں خلیفہ نصیر الدین صدیقی کی تصنیف "قرآن اور عصر حاضر" (THE QURAN AND THE WORLD TODAY, LAHORE, 1971) اس اعتبار سے خصوصی ذکر کی مستحق بنی ہے کہ اس میں قرآن کے مختلف مباحث پر اس نقطۂ نظر سے اظہار خیال کیا گیا ہے کہ مسلم معاشرہ کے موجودہ مسائل قرآن کی صحیح فہم اور اس کی تعلیمات کی مکمل پیروی ہی سے حل ہو سکتے ہیں (ص۷-۸) قرآن سے استفادہ کس طور پر کیا جائے اور اس کے اپنے پیروکاروں سے کیا مطالبات ہیں ان سب امور کے جاننے دیکھنے کے لیے خرم مراد کی کتاب (WAY TO THE QURAN, ISLAMIC FOUNDATION, LEICESTER, 1985) بہت مفید و کارآمد ہے جیسا کہ مقالہ نگار نے وضاحت کی ہے۔ اسی نوع کی ایک دوسری کتاب جسے نمایاں طور پر ذکر کیا گیا ہے سید عبد اللطیف کی تصنیف THE MIND AL QURAN BUILDS, HYDERABAD, 1952 ہے

علوم قرآنیہ کے موضوع پر مسلم مصنفین کی انگریزی کتابوں میں (ULUM-UL-QURAN - AN INTRODUCTION TO THE SCIENCES OF TH QURAN, ISLAMIC FOUNDATION, 1983)

قابلِ ذکر ہے اس میں وحی کا مفہوم، نزول قرآن کی تاریخ، جمع قرآن، اسباب نزول، ناسخ و منسوخ اور اصول تفسیر جیسے مسائل پر عام فہم انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسی ضمن میں قرآن کے تئیں مستشرقین کے رویہ کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ قرآنی علوم کا ایک اہم باب "نظم قرآن" ہے۔ اس موضوع پر جدید ہندوستان کے ایک ممتاز مفسر علامہ حمید الدین فراہی (۱۸۶۲ء ـ ۱۹۳۰ء) کی تین عربی کتابیں دلائل النظام، اسالیب القرآن اور التکمیل فی اصول التاویل (مطبوعہ دائرہ حمیدیہ، مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر، اعظم گڑھ، ۱۳۸۸ھ، ۱۳۸۹ھ، ۱۳۸۸ھ بالترتیب) دستیاب ہیں، حسن اتفاق کہ اس موضوع پر سب سے پہلی انگریزی کتاب انھیں کے مشہور شاگرد اور صاحب تدبر قرآن مولانا امین احسن اصلاحی کے تصور نظم قرآن کا تحقیقی مطالعہ ہے جو COHERENCE OF THE QURAN (مصنفہ مستنصر میر) کے نام سے امریکن ٹرسٹ پبلیکیشن (INDIANAPOLIS) سے ۱۹۸۶ء میں شائع ہوئی ہے۔ یہ کتاب دراصل مصنف کی پی۔ ایچ۔ ڈی تھیسس اور کچھ شائع شدہ مضامین کا محقق و منقح ایڈیشن ہے۔ مقالہ نگار نے اس پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے نظم قرآن کے میدان میں علامہ فراہیؒ کی نمایاں خدمات کا کھلے لفظوں میں اعتراف کیا ہے۔ اس کتاب میں متعلقہ موضوع پر علامہ فراہیؒ اور مولانا اصلاحی کے خیالات کا تفصیلی و تجزیاتی مطالعہ کے علاوہ نظم قرآن کی تاریخ اور قرآنی علوم کے مختلف مسائل پر علمی و تحقیقی انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے (ص ۱۳-۱۴)

انگریزی میں مسلمانوں کی تفسیری خدمات کے جائزے سے یہ تلخ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اب تک اس زبان میں کوئی مکمل تفسیر شائع نہیں ہو سکی ہے یا تو بعض عربی و اردو کی تفسیروں کے نامکمل ترجمے ملتے ہیں یا کچھ مخصوص سورتوں کی تفسیریں دستیاب ہیں۔ مقالہ نگار نے کچھ جدید تفسیروں کے انگریزی ترجمہ کا ذکر کیا ہے (ص ۱۴) لیکن کسی کلاسیکل عربی تفسیر کے ترجمہ کا حوالہ نہیں دیا ہے۔ تفسیر طبری کے انگریزی ترجمہ کی پہلی جلد آکسفورڈ یونیورسٹی پریس سے ۱۹۸۷ء میں شائع ہوئی ہے اس کے مترجم ایک مسلم اسکالر جے۔ کوپر ہیں۔ ممکن ہے اس مقالہ کی تیاری کے وقت تک یہ ترجمہ منظر عام پر نہ آیا ہو۔ مقالہ نگار نے انگریزی میں تفسیری لٹریچر کے ضمن میں تراجم کے علاوہ جن کتابوں پر اظہار خیال کیا ہے ان میں دو کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے ایک سید انور علی کی کتاب "قرآن: انسانی زندگی کا بنیادی قانون"

(QURAN: THE FUNDAMENTAL LAW OF HUMAN LIFE, HAMDARD FOUNDATION, KARACHI, 1984)

ہے۔ یہ ایک مفصل انگریزی تفسیر ہے جو کئی جلدوں پر مشتمل ہے۔ زیر بحث مقالہ میں اس کی تین جلدوں کا ذکر ہے لیکن تازہ اطلاع کے مطابق اسکی ۳ جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں اور ۹ جلدیں ابھی شائع ہونا باقی ہیں۔ اس میں آیتوں کے ترجمہ و الفاظ کی لغوی تحقیق کے ساتھ ان کی مفصل تشریحات پیش کی گئی ہیں۔ مفسر کے بقول اس تفسیر کے لکھتے وقت مختلف ادوار کے سماجی، معاشی و سیاسی مسائل اور سائنسی تحقیقات بھی پیش نظر رہی ہیں لیکن صاحب مقالہ کی رائے میں یہ تفسیر اردو و انگریزی تفاسیر پر مبنی ہے۔ اسی کے ساتھ مقالہ میں یہ صراحت بھی ملتی ہے کہ ضعیف روایات اور دور از کار ترجمانی و استنباط کی بنیاد پر بریلوی و صوفیانہ نظریات کو پر زور انداز میں پیش کیا گیا ہے (ص ۱۷۰)۔ یہ یقیناً اس تفسیر کا کمزور ترین پہلو ہے۔ تفسیری لٹریچر کے زمرہ میں دوسری کتاب جس پر ذرا تفصیلی تبصرہ کیا گیا ہے محمد ایوب کی تالیف "قرآن اور اس کے مفسرین" (THE QURAN AND ITS INTERPRETERS, ALBANY, 1984) ہے۔ یہ اس کتاب کی پہلی جلد ہے جو سورہ فاتحہ و سورہ بقرہ کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ اس کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں آیتوں کی تفسیر بیان کرتے وقت تفسیر نگاری کے اولین دور سے لیکر موجودہ زمانہ تک کے مختلف مذاہب تفسیر اور مکتبہ ہائے فکر کی ترجمانی کی گئی ہے لیکن شیعی نقطہ نظر کو خصوصی اہمیت اور نمایاں حیثیت دی گئی ہے اس کتاب کے ابتدائیہ میں مسلمانوں کی زندگی میں قرآن کی اہمیت اور قدیم تفسیری لٹریچر پر بھرپور روشنی ڈالی گئی ہے۔ تحقیقی اعتبار سے بھی یہ کتاب ایک وقیع کوشش ہے۔

عام کتابوں کے ضمن میں قرآنیات پر بہت سی اہم و مفید کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے خاص طور سے قرآن اور اخلاقیات، قرآن اور سماجیات، قرآن اور تاریخ عالم، قرآن اور سائنس کے موضوعات پر کچھ اچھی کتابیں ملتی ہیں جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے قرآن اور مستشرقین کے میدان میں بھی بعض اہم مطالعات سامنے آئے ہیں جن میں محمد خلیفہ کی کتاب "قرآن عظیم اور استشراق" — (THE SUBLIME QURAN AND ORIENTALISM - LONDON, 1983) کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ قرآن اور قرآنی مباحث پر مستشرقین کے معترضانہ و معاندانہ مطالعات کا یہ ایک تنقیدی تجزیہ اور مدلل جواب ہے جو سلجھے ہوئے انداز میں پیش کیا گیا ہے جیسا کہ مقالہ نگار نے بخوبی وضاحت کی ہے (ص ۱۰۱-۱۸) لیکن اسی سلسلہ میں سید اطہر حسین کے کتابچہ "قرآن اور مستشرقین" (QURAN AND ORIENTALISTS, LUCK-NOW, 1982) کو تحقیق کا ایک گرانقدر نمونہ (A VALUABLE PEACE OF RESEARCH) کہا گیا ہے (ص ۱۸)

جو مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ ۴۳ صفحات کے اس کتابچہ میں قرآن سے متعلق مستشرقین کے خیالات و نظریات کو ان کی قدیم کتابوں سے جمع کر کے ان پر اظہار خیال کیا گیا ہے اور انداز بیان بھی جذباتی ہے جیسا کہ مقالہ نگار نے خود صراحت کی ہے (ص ۱۸)

انگریزی میں مسلمانوں کے قرآنی مطالعات کا جائزہ لیتے ہوئے اچھی و معیاری اور ضخیم کتابوں کے ساتھ بعض بہت ہی مختصر ترین (بیس سے بھی کم صفحات رکھنے والی) کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے جو شمار کے لیے تو درج کی جا سکتی ہیں لیکن انہیں قرآنی لٹریچر کے ذخیرہ میں قابلِ ذکر اضافہ نہیں کہا جا سکتا۔ اس جائزے میں قرآنیات پر مختلف زبانوں کی کتابوں کے انگریزی تراجم بھی شامل کیے گئے ہیں لیکن کچھ تراجم (ص ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۹، ۲۰) کے ضمن میں اصل کتاب کے نام اور اس کی زبان کی صراحت نہیں ہو پائی ہے۔ مزید برآں مقالہ میں بار بار (ص ۳، ۶، ۸، ۱۱، ۱۴، ۱۸) اس احساس کو ظاہر کیا گیا ہے کہ انگریزی میں مسلمانوں کے قرآنی مطالعات کی بہت کمی ہے۔ یہ احساس یقیناً صحیح و بر محل ہے اور اس جانب توجہ دینے کی سخت ضرورت ہے لیکن زبانوں کو اسلامی و غیر اسلامی کے خانوں میں تقسیم کرنا غالباً مناسب نہیں (۱۱، ۳۵)۔ ان فروگذاشتوں اور کمیوں کے باوجود زیر بحث مقالہ معلومات سے پُر اور علمی و تحقیقی انداز سے مزین ہے اس کی ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ مختلف اعتبار سے کتابوں پر رائے زنی کے علاوہ فکری و نظریاتی لحاظ سے بھی ان کو جانچا گیا ہے اور اس مخصوص نقطۂ نظر کی نشاندہی کی گئی ہے جس کی متعلقہ کتاب ترجمانی کرتی ہے۔

قرآنیات پر مسلمانوں کی انگریزی کتابوں کے تحت اس مجلہ میں مہدی گلشنی کی کتاب "قرآن کریم اور طبعی علوم" (THE HOLY QURAN AND THE SCIENCES OF NATURE, TEHRAN, 1986) پر ضیاء الدین سردار کا مفصل ریویو بھی شامل ہے۔ یہ کتاب اسلام کے تصورِ علم، اسلام میں طبعی علوم کی اہمیت اور قرآن کے فلسفۂ سائنس پر مصنف کے افکار و خیالات کی ترجمان ہے۔ اس ریویو میں مصنف کے خیالات اور نتائجِ فکر کے ساتھ ان کے اسلوبِ بیان اور اندازِ بحث کا بھی تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے اور یہ وضاحت بھی کی گئی ہے کہ اس کتاب میں شیعی نقطۂ نظر غالب ہے (ص ۲۱-۲۳)

اس مجلہ میں "مسلم اہلِ قلم اور قرآن" کے نام سے جو سرخی قائم کی گئی ہے اسے دیکھ کر اول وہلہ یہ احساس ہوتا ہے کہ اس کے تحت بھی مسلم مصنفین کی نگارشات کو زیرِ بحث لایا گیا ہو گا لیکن درحقیقت

اس میں ایک مغربی اسکالر کینیتھ کریگ (KENNETH CRAGG) کی کتاب (THE PEN AND THE FAITH: EIGHT MODERN MUSLIM WRITERS AND THE QURAN, LONDON, 1985) پر جمیل قریشی کا مفصل ناقدانہ تبصرہ پیش کیا گیا ہے یہ کتاب آٹھ مسلم اسکالرس کے مذہبی افکار اور سماج و معاشرت کے مختلف مسائل کے تئیں ان کے نظریات کے تجزیہ پر مشتمل ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مصنف نے اپنے مخصوص مطالعہ وتجزیہ کے لیے منتخب اہل قلم میں سے بعض کے ادبی وافسانوی لٹریچر کو استعمال کیا ہے۔ یہ آٹھ منتخب مسلم اہل قلم ہیں مولانا ابوالکلام آزاد، MAMADOU DIA (غالباً محمد ضیا)، سید قطب، علی شریعتی، فضل الرحمٰن، حسن عسکری، کامل حسین اور نجیب محفوظ۔ تبصرہ نگار کی رائے میں مصنف کو مسلم دانشوروں میں سے ان آٹھ کے انتخاب کا بجا طور پر یہ حق حاصل تھا لیکن قابلِ غور بات یہ ہے کہ ان ممتاز اہلِ قلم کے خیالات کی ترجمانی کے بجائے مصنف نے اپنے متصور اسلام کی عکاسی کی ہے اور اپنی پسند وناپسند کی روشنی میں ان کے افکار کا تجزیہ پیش کیا ہے۔ مصنف کے نتائجِ مطالعہ کو سمجھنے کے لیے یہ جاننا کافی ہے کہ سید قطب کی ترجمانیٔ اسلام ان کے معیار پر پوری نہیں اتری جبکہ نجیب محفوظ کے افکار وخیالات کو ان کے یہاں مقبولیت حاصل ہوئی (ص ۲۸-۲۹) اس میں شبہ نہیں کہ پیشِ نظر تبصرہ میں اس کتاب کے ہر باب پر علیحدہ علیحدہ ناقدانہ نظر ڈالی گئی ہے جس سے مصنف (کریگ) کی من گھڑت ترجمانیٔ اسلام بخوبی عیاں ہو جاتی ہے لیکن —— MUSLIM WRITERS AND THE QURAN (مسلم اہل قلم اور قرآن) کی سرخی کے تحت ریویو کے لیے اس کتاب کا انتخاب موزوں نہیں معلوم ہوتا۔

اس سلسلہ کا دوسرا ریویو مشہور مترجم قرآن محمد پکتھال کی حیات و خدمات سے تعلق رکھتا ہے سید فیاض الدین نے پیٹر کلارک کی کتاب (MARMADUKE PICKTHALL—BRITISH MUSLIM, LONDON, 1986) کا مختصر لیکن جامع انداز میں تعارف کرایا ہے۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مذکورہ کتاب میں ایک صاحب قلم کی حیثیت سے پکتھال کی نشو ونما اور ان کے قبول اسلام کے پس منظر پر قیمتی معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ ایک سرگرم و پرجوش خادمِ اسلام کی حیثیت سے ان کی خدمات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مزید برآں اس کتاب سے ان کے ترجمہ قرآن کی خصوصیات اور اس کے بارے میں مسلم علماء و دانشوروں کے خیالات بھی سامنے آتے ہیں (ص ۳۱-۳۲)

اس خاص شمارہ میں "قرآنیات پر غیر مسلموں کے مطالعات" کے تحت پہلے "مستشرقین اور مطالعات قرآنی" کے موضوع پر سید پرویز منصور کا مقالہ ملتا ہے۔ اس میں استشراق کا پس منظر اور اس کی نشوونما وارتقاء پر اظہار خیال کے علاوہ قرآن کے مختلف پہلوؤں بالخصوص جمع وتدوین قرآن اور سورتوں کی ترتیب زمانی پر مشہور مستشرقین (مثلاً اسپرنگر، فلوگل، رچرڈبل، وانس برو وغیرہ) کے خیالات کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ مستشرقین کے بارے میں مقالہ نگار کا یہ نقطہ نظر بہت متوازن معلوم ہوتا ہے کہ گرچہ استشراق اسلام کے تئیں بغض وعناد اور نفرت وانتقام جیسے جذبات کی پیداوار رہے اور اس کے حاملین نے اسلامی شریعت کے مآخذ بالخصوص قرآن کریم کے بارے میں بہت سی من گھڑت باتیں اور گمراہ کن خیالات پھیلائے ہیں لیکن اس کی جملہ علمی میراث کو یک قلم مسترد کردینا اور تمام مستشرقین کو ہدف لعنت وملامت بنانا ان سے مقابلہ کا صحیح طریقہ نہیں ہے بلکہ علمی وتحقیقی بنیادوں پر انہیں شکست دینا زیادہ موثر ومفید ثابت ہوگا (ص ۲۴) اس مقالہ میں قرآنیات پر مستشرقین کی مشہور کتابوں پر کوئی باقاعدہ تبصرہ یا ریویو نہیں ملتا لیکن اس کے آخر میں ضمیمہ کے طور پر قرآنیات پر ان کی کتابوں ومضامین کی جو ببلوگرافی دی گئی ہے وہ بہت ہی اہم ومفید ہے۔ اس ببلوگرافی سے پہلے فن ببلوگرافی اور متعلقہ مسائل پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور پیش کردہ ببلوگرافی کی خصوصیات واضح کی گئی ہیں (ص ۴۲-۴۴) قرآنیات پر مستشرقین کی علمی کاوشوں سے روشناس کرانے کے لیے اس ببلوگرافی کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے پہلا حصہ مختلف یورپی زبانوں میں قرآن کے تراجم پر مشتمل ہے۔ دوسرے میں عربی گرامر کی کتابیں، لغات، قرآنی آیات کے اشاریئے اور اسلامیات پر مضامین کی فہرستیں درج کی گئی ہیں اور تیسرے میں قرآنیات پر عام کتابوں اور مضامین کا استقصا کیا گیا ہے جن میں انگریزی کے علاوہ جرمن وفرنچ نگارشات بھی شامل ہیں (ص ۴۵-۴۸)

"غیر مسلم اور مطالعات قرآنی" کے تحت مریم علیہا السلام اور عیسی علیہ السلام سے متعلق دو کتابوں کا تنقیدی جائزہ ہے جسے عطاء اللہ صدیقی نے پیش کیا ہے۔ پہلی کتاب (MARY OF THE KURAN: A MEETING POINT BETWEEN CHRISTIANITY AND ISLAM, NEW YORK, 1984) اس کے اصل مصنف نیلو گیگیا (NILO GEAGEA) اور مترجم لارنس ٹی فیرس (LAWRENCE

T. FARES) ہیں۔ یہ صراحت نہیں کی گئی ہے کہ اصل کتاب کس زبان میں ہے۔ یہ کتاب خاص طور سے سورہ مریم و آل عمران کے مطالعہ پر مبنی ہے لیکن ان کی ترجمانی ایک رومن کیتھولک کی حیثیت سے پیش کی گئی ہے اور اسی نقطہ نظر سے مریم علیہا السلام کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔ گرچہ یہ کتاب ایک اچھے مقصد (اسلام و عیسائیت کے مابین نقطہ اتصال کی دریافت) سے لکھی گئی ہے لیکن عطاء اللہ صدیقی نے بجا طور پر یہ سوال اٹھایا ہے کہ یہ مقصد کیسے حاصل ہو سکتا ہے جبکہ مصنف قرآنی حقائق و معارف کے بجائے اپنی شرائط اور اپنے نتائج فکر کے تحت چاہتے ہیں۔ یہ اتصال کیسے ممکن ہے اگر قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا انکار کیا جائے اور اسے پیغمبر کی تصنیف قرار دیا جائے (ص ۵)

اس سلسلہ کی دوسری کتاب: (JESUS OR ISA: A COMPARISON OF THE JESUS OF THE BIBLE AND THE JESUS OF THE KORAN, NEW YORK, 1983) ہے۔ اس کے مصنف کینتھ جی رابرٹسن (KENNETH G. ROBERTSON) ہیں۔ یہ کتاب بھی خاص طور سے عیسائی نقطہ نظر سے لکھی گئی ہے اور اس سے مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ قرآن و بائبل میں مذکور عیسیٰ دو شخصیتیں ہیں۔ یہ کتاب قرآن کی غلط ترجمانی اور تاریخی حقائق سے انکار پر مبنی ہے اور اس میں اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بہت سی بے بنیاد باتیں بیان کی گئی ہیں جیسا کہ صاحب مقالہ نے ان پر مختصراً ناقدانہ روشنی ڈالی ہے (ص ۵)

"عربی میں تفسیری لٹریچر" پر محمد ابراہیم سورتی نے ایک تفصیلی و تجزیاتی مطالعہ پیش کیا ہے۔ مقالہ کے ابتدائی حصہ میں قرآن کی ترجمانی و تفسیر کی ضرورت، اس میں مسلمانوں کی گہری دلچسپی، دوسرے علوم پر اس کے اثرات اور تفسیری لٹریچر کے تنوع پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ صاحب مقالہ کا یہ خیال بالکل صحیح ہے کہ علم تفسیر کی نشوونما کے بعد اسلامی تاریخ کا کوئی ایسا دور نہیں گذرا ہے جس میں تفسیر کی اہم و جامع کتابیں نہ لکھی گئی ہوں اور قرآنی اصول و تعلیمات کی روشنی میں عصری مسائل کا حل نہ پیش کیا گیا ہو۔ مزید یہ کہ تفسیری لٹریچر نہ صرف مسلمانوں کی علمی کاوشوں کا ایک اہم و قابل قدر حصہ رہا ہے بلکہ علوم و فنون کے دوسرے شعبوں میں بھی یہ ان کے کارناموں کی غمازی کرتا ہے (ص ۵۱-۵۲)۔ مقالہ نگار نے تفسیری لٹریچر کے عظیم ذخیرہ میں سے اپنے ناقدانہ جائزے کے لیے تیرہ تفاسیر کا انتخاب کیا ہے اور ان کے بقول ان میں سے ہر ایک تفسیر کسی مخصوص مکتب فکر یا خاص منہج تفسیر کی ترجمان ہے۔ اس میں

تفسیر نگاری کے اولین دور سے لے کر موجودہ زمانہ تک کی تفسیریں شامل ہیں اور ہر منتخب تفسیر کے ضمن میں اس کی امتیازی خصوصیات مختصراً بیان کی گئی ہیں۔ اس مطالعہ میں ترتیب زمانی کی رعایت کی گئی ہے اسی لیے سرِ فہرست محمد بن جریر طبری (م ۳۱۰ھ/۹۲۳ء) کی تفسیر "جامع البیان فی تفسیر القرآن" ہے اور سب سے آخر میں سید قطب (م ۱۹۶۶ء) کی تفسیر "فی ظلال القرآن" پر اظہار خیال کیا گیا ہے۔ نحوی پہلو سے لکھی گئی تفسیر "البحر المحیط" کے ذکر میں پہلی دفعہ مصنف کا نام "ابو حیان" محمد بن یوسف لکھا ہوا ہے اور اس کے بعد دو جگہ "ابن حیان" درج ہے جو غالباً طباعت کی غلطی ہے۔

زیرِ بحث مقالہ کا ایک قابل قدر و مفید پہلو یہ ہے کہ اس کے آخر میں تفسیر و متعلقہ فنون کی ایک جامع فہرست دی گئی ہے۔ اس میں تفسیر بالماثور، تفسیر بالرای، فقہی تفسیر، معتزلہ کی تفسیر، صوفی تفسیر، شیعی تفسیر، جدید تفسیر اور اصول تفسیر کے تحت عربی کی ستاون کتابوں کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ جدید تفاسیر اور اصول تفسیر کی کتابوں کی فہرست میں بیسویں صدی عیسوی کے متعدد مفسرین کی عربی مطبوعات کو شامل کیا گیا ہے لیکن اس میں اسی عہد کے نامور ہندوستانی مفسر اور نظم قرآن کے ماہر علامہ حمید الدین فراہی (م ۱۹۳۰ء) کی کسی کتاب کا ذکر نہیں ملتا۔ عربی میں آخری پارہ کی متعدد سورتوں کی تفسیر (مذکورہ فہرست میں بعض جزوی تفسیریں بھی درج کی گئی ہیں) کے علاوہ اصول تفسیر اور نظم قرآن کے موضوع پر عربی میں ان کی کئی ایک کتابیں دائرہ حمیدیہ، مدرستہ الاصلاح (سرائے میر، اعظم گڑھ) سے شائع ہوئی ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تفسیر اور قرآنی علوم پر علامہ فراہی کی تصنیفات کا بیرونی دنیا میں کما حقہ تعارف نہیں ہو پایا ہے۔ یہ کام یقیناً دائرہ حمیدیہ، مدرستہ الاصلاح کے ارباب حل و عقد اور مکتب فراہی کے متوسلین کی خصوصی توجہ کا طالب ہے۔

"تراجم قرآن" کے عنوان کے تحت اس خاص شمارہ میں پہلا مقالہ انگریزی تراجم قرآن کے جائزہ پر مشتمل ہے جو عبد الرحیم قدوائی کا لکھا ہوا ہے۔ مقالہ نگار نے بجا طور پر اس نکتہ پر خاص زور دیا ہے کہ قرآن کے ترجمہ کے مسئلہ پر اختلاف رائے کے باوجود اس کی ضرورت و اہمیت ہمیشہ محسوس کی گئی اور اسکے عملی مظاہر بھی سامنے آتے رہے اس لیے کہ جمہور امت ترجمۂ قرآن کو کلام الٰہی کی تشریح و توضیح اور پیغام خداوندی کو عام کرنے کا ایک ضروری حصہ سمجھتی رہی ہے۔ مختلف زبانوں میں ترجمۂ قرآن کی ضرورت و افادیت کی وضاحت کے ساتھ مقالہ نگار کی یہ رائے حقیقت پسندانہ ہے کہ تراجم و تفاسیر کا سہارا لینے

کے بجائے مسلمانوں کو اصل سے رجوع اور استفادہ کی صلاحیت پیدا کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے (ص ۶۸)۔ اس مقالہ سے یہ حقیقت بھی بے نقاب ہوتی ہے کہ انگریزی میں مسلمانوں کی جانب سے ترجمہ قرآن کی ابتدا عیسائی مشنریوں کے زیر اہتمام قرآن کے انگریزی تراجم کے پس منظر میں ہوئی تھی اس لیے کہ یہ غلط ترجمانی کا نمونہ تھے اور ان کی تردید و تصحیح ضروری تھی۔ بعد میں یورپی مسلمانوں کی ضروریات دین کی تکمیل اور مغربی اقوام میں اشاعت اسلام کے مقصد کے تحت اس میں مزید دلچسپی لی گئی جو لازمی طور پر انگریزی کے متعدد تراجم کے ظہور میں آنے کا سبب بنی (ص ۶۶۔۶۷)۔ قرآن کے اولین انگریزی تراجم میں محمد عبد الحکیم خاں، حیرت دہلوی اور مرزا ابو الفضل کے تراجم (مطبوعہ ۱۹۰۵ء، ۱۹۱۲ء، ۱۹۱۳ء بالترتیب) شامل کیے گئے ہیں۔ متاخرین میں محمد پکتھال، عبداللہ یوسف علی، مولانا عبدالماجد دریابادی، محمد اکبر، محمد اسد اور ٹی۔ بی۔ ارونگ (امریکی مسلم) کے تراجم صاحب مقالہ کی خصوصی توجہ کا مرکز بنے ہیں۔ کثرت استعمال اور عام مقبولیت کے اعتبار سے محمد پکتھال اور عبداللہ یوسف علی کے ترجمہ کو بلاشبہ ایک خاص امتیاز حاصل ہے لیکن مولانا دریابادی کا ترجمہ اس اعتبار سے اہمیت رکھتا ہے کہ اس میں ترجمہ کے ساتھ بالخصوص قرآنی اعلام، مقامات اور اصطلاحات پر ضروری تشریحات و توضیحات بھی ملتی ہیں جو دوسروں میں نہیں کے برابر ہیں۔ محمد اکبر کا ترجمہ اصلاً سید ابو الاعلیٰ مودودی کی معرکۃ الآرا تفسیر تفہیم القرآن کا ترجمہ ہے جو اصولی طور پر تفسیری لٹریچر سے تعلق رکھتا ہے۔ اسے یہاں تراجم میں شامل کیا گیا ہے بہر حال مقالہ نگار کی رائے میں یہ ترجمہ معیاری و اثر انگیز نہیں ہے۔ اسی لیے اسلامک فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام اس تفسیر کا ایک نیا ترجمہ زیر تکمیل ہے۔ زبان کی شستگی و روانی کے اعتبار سے محمد اسد کے ترجمہ کو نمایاں حیثیت حاصل ہے لیکن اس کی چمک دمک اس وجہ سے پھیکی پڑ گئی ہے کہ مختلف مسائل میں مترجم کے خیالات عام مسلمانوں کی شاہراہ سے ہٹے ہوئے ہیں جیسا کہ مقالہ میں وضاحت کی گئی ہے (ص ۶۸)۔ ٹی۔ بی۔ ارونگ کا ترجمہ اس اعتبار سے خصوصی ذکر کا مستحق ہے کہ یہ مقالہ نگار کے بقول انگریزی کے تازہ ترین اہم تراجم میں سے ہے اور اس میں جدید امریکن انگریزی زبان اور اس کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔ زبان و بیان کی خوبیوں کے باوجود اس میں ترجمہ کی بہت سی خامیاں پائی جاتی ہیں اور ذیلی تشریحات اس میں بالکل نہیں ہیں اس مقالہ کا وہ حصہ بھی اہمیت سے خالی نہیں ہے جس میں ان انگریزی تراجم پر رائے زنی کی گئی ہے جو مسلمانوں کے کسی خاص فرقہ یا غیر مسلموں کے کسی

گروپ کی ترجمانی کرتے ہیں۔ اس ضمن میں مقالہ نگار نے شیعی، بریلوی، قادیانی، عیسائی اور مستشرق مترجمینِ قرآن کی کاوشوں کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ عیسائی مشنریوں اور مستشرقین کے تراجم کے پسِ منظر کی وضاحت کے ساتھ ان کی خاص خاص غلطیوں کی نشاندہی اس میں کی گئی ہے (ص ۷۔۱۰)۔ مسلمانوں کے عام تراجم قرآن کے ضمن میں اس مقالہ میں محمد خطیب کے ترجمہ کا حوالہ نہیں ملتا جو THE BOUNTEOUS KORAN کے نام سے لندن سے ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا ہے۔

تراجم قرآن کے ذیل میں دوسرا ریویو آرٹیکل ٹی۔بی۔ارونگ کے محولہ بالا ترجمہ (THE QURAN: THE FIRST AMERICAN VERSION, VERMONT, 1985) پر سید پرویز منصور کا لکھا ہوا ہے۔ اس ترجمہ پر ناقدانہ تبصرہ سے صاف طور پر یہ واضح ہوتا ہے کہ مترجم نے اپنے ہم وطن قارئین کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے امریکن انگلش کے الفاظ و محاورات اور اسلوب بیان سے ترجمہ کو ہم آہنگ کرنے کی ضرورت سے زیادہ کوشش کی ہے یہاں تک کہ بہت سے مقامات پر اصل متن اور ترجمہ میں کوئی مناسبت باقی نہیں رہ گئی ہے۔ غیر عربی داں قارئین کو قرآن کی اصل زبان اور اس کے مزاج و ماحول سے مانوس کرنے کے بجائے اس ترجمہ میں قرآن کے پیغام کو قریبی قارئین کے ماحول اور ان کی زبان وطرز ادا سے ہم آہنگ کرنے کی بیجا سعی کی ہے جو ظاہر ہے اسلامی نقطۂ نظر سے ترجمہ قرآن کے اصل مقصد کے منافی ہے (ص ۲)۔ مقالہ میں ترجمہ کے اس کمزور ترین پہلو کی وضاحت اور ترجمہ کی بعض غلطیوں کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ اسے سراہا بھی گیا ہے اور انگریزی تراجم میں اسے ایک قابل قدر اضافہ کہا گیا ہے اس میں امریکن انگریزی کے الفاظ و محاورات کے غلبہ کی توجیہہ مقالہ نگار نے اس پیرایہ میں کی ہے کہ اس سے مقصود امریکی قارئین کے لیے اسے قابل فہم اور سہل الوصول بنانا تھا۔ صاحب مقالہ کی یہ رائے پسندیدہ و قابل توجہ ہے کہ ترجمہ کے ساتھ قرآن کے متن کو بھی شائع کیا جائے تو یقیناً اس کی افادیت میں مزید اضافہ ہوگا (ص ۵)۔

"تراجم قرآن" کے سلسلہ کی تیسری کڑی روسی زبان میں تراجم قرآن کا مبصرانہ مطالعہ ہے۔ مقالہ نگار محمد ایم۔ اے خاں نے کچھ اہم روسی تراجم قرآن پر اظہارِ خیال سے قبل روس میں ترجمۂ قرآن کی ابتدا اور اس کی تاریخ پر مفید معلومات فراہم کی ہیں۔ پہلا روسی ترجمہ (جو فرانسیسی ترجمہ پر مبنی تھا) ۱۷۱۶ء میں پیٹرس برگ (لینن گراڈ) سے شائع ہوا اور عربی سے براہِ راست کیا جانے والا پہلا ترجمہ ۱۸۷۸ء میں قازان سے اشاعت پذیر ہوا اور ۱۹۰۷ء تک اس کے مختلف ایڈیشن شائع ہوئے۔

۱۹۰۷ء کے ایڈیشن کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں ترجمہ کے ساتھ عربی متن بھی دیا گیا اور ترجمہ کے نام سے قبل "کلام شریف" کا اضافہ کیا گیا (KALAM-I-SHARIF : KORAN, ARABSKI TEKSTS, RUSSKIM PEREVODOM, BY GORDIYA SEMAN, KAZAN, 1907) مقالہ نگار نے اپنے تبصرہ کے لیے مشہور روسی مستشرق IGNATI YULIANOVICH KRACHKOVSKIY کے ترجمہ کو خصوصی اہمیت دی ہے جو ماسکو سے ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا ہے۔ اس ترجمہ کے ساتھ کچھ تشریحات و ذیلی حواشی بھی ہیں اور شروع میں مصحح ترجمہ V. I. BALYAYEV کا طویل مقدمہ ہے۔ صاحب مقالہ نے باقاعدہ مثالیں دیکر اس ترجمہ کی غلطیوں کو واضح کیا ہے اور ساتھ ہی یہ نشاندہی بھی کی ہے کہ اس میں آیتوں کی نمبرنگ میں بے ترتیبی پائی جاتی ہے (ص ۷۵)۔ مقالہ نگار کی تفصیلات سے یہ واضح نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ روس میں مذہبی کتابوں کی اشاعت پر تمام پابندی کے باوجود قرآن اور اس کے ترجمہ کی اشاعت کا سلسلہ کسی نہ کسی صورت میں جاری رہا جو ظاہر ہے قرآن کے فیوض و برکات کا اثر تھا۔

زیر تبصرہ خصوصی شمارہ کی آخری ذیلی سرخی "قرآن کی ببلوگرافی یا کتابیات قرآنی" ہے۔ اس کے تحت متعلقہ موضوع پر تین کتابوں کا ناقدانہ جائزہ لیا گیا ہے۔ صاحب مقالہ (عبدالرحیم قدوائی) نے اپنی بحث کی ابتدا میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ قرآن کے تراجم و تفاسیر مسلمانوں کی علمی تاریخ کے آئینہ دار ہیں اور قرآنی تعلیمات کی روشنی میں پیش آنے والے مسائل کے حل کی تلاش کے لیے ان کی کوششوں کا مظہر بھی ہیں لیکن ان میں سے ہر ایک ترجمہ کا ناقدانہ مطالعہ ضروری ہے کہ اس کی صحت و عدم صحت واضح ہو جائے اور غیر عربی داں قارئین اس سے صحیح رہنمائی حاصل کر سکیں (ص ۹۰)۔ یہ تجویز یقیناً بہت اہم اور لائق توجہ ہے۔

اس مقالہ میں سب سے پہلے صالحہ عبدالحکیم شرف الدین کی کتاب "اردو تراجم قرآن کا مختصر جائزہ" (A BRIEF SURVEY OF URDU TRANSLATIONS OF THE QURAN, BOMBAY, 1984) پر اظہار خیال کیا گیا ہے۔ صاحب مقالہ کی رائے میں یہ اردو تراجم کا ایک سرسری و نامکمل جائزہ ہے۔ اس میں صرف ۴۳ تراجم کو شامل کیا گیا ہے۔ یہ کتاب نہ تو مترجمین کے ذہنی رجحانات و فکری میلانات کو ظاہر کرتی ہے اور نہ اس میں ترجمہ کی خوبیوں و خامیوں کو اچھی طرح واضح کیا گیا ہے (ص ۹۱)۔ اس موضوع پر مصنفہ کی کتاب اصلاً اردو میں ہے جو "قرآن حکیم کے اردو تراجم" کے نام سے بمبئی سے ۱۹۸۴ء

میں شائع ہوئی ہے اور ۵۳۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ گرچہ یہ کتاب بھی بہت زیادہ تحقیقی نہیں ہے لیکن زیر بحث انگریزی کتاب سے بہر حال بہتر ہے اور اردو تراجم و تفاسیر پر تفصیلی معلومات فراہم کرتی ہے۔ یہ انگریزی کتاب اسی کا خلاصہ معلوم ہوتی ہے۔ اسی موضوع پر اردو میں ایک اور کتاب (قرآن کریم کے اردو تراجم: کتابیات مرتبہ ڈاکٹر احمد خاں) مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد سے ۱۹۸۷ء میں شایع ہوئی ہے۔ قرآنیات کی ببلوگرافی کی فہرست میں یہ ایک نیا قابلِ قدر اضافہ ہے۔

"قرآن کی ببلوگرافی" کے تحت دوسری کتاب جس پر عبدالرحیم قدوائی نے تبصرہ کیا ہے وہ (ISLAMIC STUDIES: LITERATURE ON THE QURAN IN ENGLISH LANGUAGE-A BIBLIOGRAPHY, UNIVERSITY OF KARACHI, 1986) ہے۔ اس کتاب (جس کے مرتب محمد عادل عثمانی ہیں) میں قرآن سے متعلق ۱۹۸۳ء تک چھپی ہوئی انگریزی تصنیفات و تالیفات کے بارے میں معلومات فراہم کی گئی ہیں اس میں کتابیات، اشاریات، لغات، تراجم و تفاسیر، قرآنی مطالعات اور تحقیقی مقالات جیسے عناوین کے تحت ۵۲۴ کتابوں کے بارے میں معلومات اکٹھا کی گئی ہیں۔ صاحب مقالہ کی رائے میں یہ کتاب معیاری نہیں ہے اور نہ ہی اس کے کتابیاتی اندراجات پوری طرح صحیح و جامع ہیں (ص۸۰) تاہم یہ کتاب انگریزی میں قرآنی لٹریچر پر مفید معلومات فراہم کرتی ہے خاص طور سے اس کا وہ حصہ افادیت سے بھرپور و قابل تحسین ہے جس میں قرآنیات پر مغربی ملکوں کی مختلف جامعات سے پاس شدہ پوسٹ گریجوٹ مقالات اور پی ایچ ڈی تھیسس کی طویل فہرست پیش کی گئی ہے۔ اس سے کم از کم یہ پتہ چلتا ہے کہ مغرب کی یونیورسٹیوں میں قرآن سے متعلق کیسے کیسے اہم موضوعات پر تحقیقی کام (انکی قدر و قیمت سے قطع نظر) ہو رہے ہیں۔

قرآنی تراجم و تفاسیر سے متعلق اب تک کی شایع شدہ مختلف زبانوں کی کتابیات میں "قرآنی تراجم کی عالمی ببلوگرافی" (WORLD BIBLIOGRAPHY OF TRANSLATIONS OF THE MEENINGS OF THE HOLY QURAN, ISTANBUL, 1986) سب سے زیادہ مبسوط و جامع ہے۔ یہ ببلوگرافی جو مرکز البحوث الاسلامیہ فی التاریخ والفنون والثقافۃ (استنبول) کے سربراہ اعلیٰ پروفیسر اکمل الدین احسان اوغلو کی زیر نگرانی مرتب کی گئی ہے کتابیاتِ قرآن کے ضمن میں تیسری کتاب ہے جس پر عبدالرحیم قدوائی کا ریویو ہے۔ صاحبِ ریویو نے اس ببلوگرافی کی جامعیت، اس کے مآخذ کی وسعت، پایہ استناد اور ترتیب کی

خوبی پر داد تحسین پیش کیا ہے اور اس کے ابتدائیہ یا مقدمہ کو بھی بہت مفید و معلوماتی قرار دیا ہے جو ترجمۂ قرآن کی ابتداء وارتقاء اور مختلف زبانوں میں ترجمۂ قرآن کی تاریخ کے محققانہ مطالعہ پر مشتمل ہے۔ اس مقالہ میں خاص طور سے انگریزی تراجم سے متعلق ببلوگرافی کے مندرجات پر ناقدانہ نظر ڈالی گئی ہے جو صاحب مقالہ کی خصوصی دلچسپی کا موضوع ہے۔ اس ببلوگرافی پر راقم السطور کا مفصل ناقدانہ تبصرہ علوم القرآن کے سابق شمارے (۲/۲، جولائی۔ دسمبر ۱۹۸۷ء) میں دیکھا جا سکتا ہے۔

مسلم ورلڈ بک ریویو کے زیر تبصرہ قرآن نمبر کے بارے میں اوپر جو کچھ بیان کیا گیا اس کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ کچھ خامیوں و کمیوں کے باوجود قرآنیات پر معلومات کے اعتبار سے یہ خصوصی شمارہ بہت قیمتی ہے اور نقد و تبصرہ کے لحاظ سے بھی معیاری ہے۔ اس کا سب سے امتیازی و قابل قدر پہلو یہ ہے کہ ہر زیر تبصرہ کتاب پر (خواہ کسی مسلم کی لکھی ہوئی ہو یا غیر مسلم کی) فنی اعتبار سے نظر ڈالنے کے علاوہ اسلامی نقطۂ نظر سے بھی اسے جانچنے و پرکھنے کی سنجیدہ کوشش کی گئی ہے جو یقیناً لائق تحسین و قابل امتثال ہے۔ امید کہ دوسرے رسائل و مجلات کے لیے یہ خصوصی شمارہ قوی محرک ثابت ہوگا۔

(ظفر الاسلام)